37

خُدائی نعمت کا اظہار کرو

(فرمُودہ ۱۷ نومبر ۱۹۱۶ء)

حضور نے سُورۃ فاتحہ پڑھ کر فرمایا:۔

یُوں تو اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان اپنے بندوں پر بے اِنتہا ہیں۔خود بندہ کی پیدائش ہی خدا کے فضل کے ماتحت ہے۔اِنسانی اعضاء کو ہی لے لو ہر ایک عضو پر جس قدر غور کریں اسی قدر خدا تعالیٰ کا فضل زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ہر ایک عضو کے فوائد کا تو شمار ہی نہیں ہوسکتا۔یہ سب خدا تعالیٰ کے احسان ہیں لیکن ان سب سے بڑا اور زیادہ اِحسان میرے نزدیک وہ ہے جو رُوح پر ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارا خادم نہیں، غلام نہیں، ہماری اطاعت وفرمانبرداری میں اس کا نفع نہیں محض اس کے فضل اور انعام کی بات ہے جو وہ اپنی مخلوق پر کرتا ہے کہ اس کی شریعت کو اُٹھا سکے اور اس کے احکام پر عمل کرے۔اگر کوئی اِنسان خدا کی بتائی ہوئی شریعت پر عمل نہ کرے تو اُس کی خدائی میں کوئی فرق نہیں آجاتا مگر اس کے فضل اور اِحسان نے چاہا کہ اپنے انعام کو دنیا میں خاص طور سے اِنسان پر ظاہر کرے۔پس جس طرح اس کے فضل اور احسان نے اپنے اعلیٰ ظہور کے لئے اِنسان کو پسند کیا اسی طرح جو اِنعام انسان کو ملے ہیں وہ اَور اِنعاموں سے بھی بڑے ہیں۔

یُوں تو اگر ایک چیز بھی اس کے اِنعام سے خالی رہے تو اِنسان کی حالت خراب ہوجاتی ہے۔مثلاً آنکھ ہی جاتی رہے یا کان ہی کٹ جائے یا ناک ہی کٹ جائے یا ہاتھ پاؤں ٹوٹ جائیں تو انسان میں کِس قدر سُقم پیدا ہوجاتا اور کیسا بُرا معلوم ہوتا ہے۔پُرانے زمانہ میں کسی کا ناک وغیرہ اعضاء سزا کے طور پر کاٹے جاتے تھے۔غرض ہر ایک چیز جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے وہ اپنے اندر ایک حُسن رکھتی ہے مگر پھر بھی نسبتیں ہوتی ہیں بلحاظ اِس کے کہ یہ انعامات ایک محدود زندگی کے لئے ہیں مگر اس لامحدود زندگی کے لئے خدا تعالیٰ نے عقل، فہم، شریعت دی ہے اور پھر وہ ذرائع دئے ہیں جن سے اِنسان اللہ تعالیٰ کا قُرب ڈھونڈتا ہے۔یہ اِنعام بہرحال بہت بڑا اِنعام ہے۔

دُنیا کی ترقی وتنزّل میں اس کا بہت بڑا تعلق ہے۔شریعت اور معرفت کی دُنیا میں عملاً لوگ بہت عزّت کرتے ہیں۔ اِس میں شک نہیں کہ جہاں دُنیاوی منافع کا خیال نہ ہو وہاں بہت سے لوگ دین کی خاطر لڑتے اور جوش دکھاتے ہیں خواہ وہ کیسے ہی بے دین کیوں نہ ہوں اور شریعت اور قوانینِ الٰہیہ سے انہیں کوئی تعلق نہ ہو۔ اِس سے پتہ لگتا ہے کہ اکثر لوگ دین کو دُنیا پر مقدّم تو کرتے ہیں مگر جہاں دُنیا دین کے مقابلہ میں نہ ہو ایسے موقعہ پر جتنا جوش اس قسم کے لوگ دین کے لئے دکھاتے ہیں وہ کسی اَور چیز کے لئے نہیں دکھاتے۔

اگر ایک شخص کسی گاؤں میں رہتا ہو اور چوری یا کوئی اور بُرا فعل کرتا ہو تو لوگ اس سے قطع تعلق نہیں کریں گے۔ بلکہ کہیں گے کہ اس کا ایمان تو سلامت ہے۔لیکن جہاں مذہبی اِختلاف پَیدا ہؤا وہاں بیٹا باپ سے اور باپ بیٹے سے، بیوی خاوند سے اور خاوند بیوی سے، بہن بھائی سے اور بھائی بہن سے بالکل جُدا ہو جاتے ہیں اور وہ سب قرابت کے تعلقات دُور ہو جاتے ہیں۔

بہت سے لوگ اِس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان میں اگرچہ کئی عیب ہوتے ہیں اور عملاً انہیں مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن پھر بھی وہ مذہب کے لئے جوش دکھاتے ہیں۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب نے کِس قدر دلوں پر رُعب جمایا ہؤا ہے اور ایک اچھی اور عمدہ چیز سمجھی جاتی ہے۔

واقعہ میں مذہب ایک اعلیٰ اور پیاری چیز ہے اور جو سچّا مذہب رکھنے والے اور عرفان سے ایک مذہب کو قبول کرنے والے ہیں ان کے لئے سب سے بڑی اور سب سے اعلیٰ نعمت مذہب ہی ہے شریعت قانون اور وہ ذرائع جو انسان کو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے ملے ہیں اور جن سے انسان خدا کو معلوم کر سکتا ہے اگر یہ اس کو نہ دئے جاتے تو انسان اور حیوان برابر ہوتے۔ پس یہی وہ اِنعام ہے جو اسے حیوانوں سے اعلیٰ اور برتر ثابت کرتا ہے اِس لئے ہر ایک اِنسان کو چاہیئے کہ اس کی قدر کرے اگر مذہب کو علیحدہ کر دیا جائے تو گدھے بھی کھاتے پیتے ہیں اور انسان بھی۔ وہ بھی ہَوا سُونگھتے ہیں اور اِنسان بھی سونگھتا ہے۔ اِس صُورت میں تو ایک اِنسان اور گدھے میں کوئی فرق نہیں ہے ہاں انسان کی قدر شریعت اور قوانینِ الٰہیہ کے جاننے سے ہے اِس لئے اس کے دِل میں اس کی عزّت اور محبّت بہت زیادہ ہونی چاہیئے کیونکہ اِنسان جو سب چیزوں سے بڑا سمجھا جاتا ہے اِسی شریعت کے حامل ہونے سے ورنہ اَور کوئی فرق نہیں۔

یہ ایک عام بات ہے جو چیزیں اعلیٰ ہوتی ہیں ان کو چھپایا نہیں جاتا۔ ہمیشہ اِنسان اپنے کسی نقص اور کمزوری یا بُری چیزوں کو چھپاتا ہے اور اپنی اعلیٰ درجہ کی چیزوں کو ظاہر کرتا ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ کِسی شخص کو کوئی ایک نسخہ معلوم ہوتا ہے۔ وہ نہ کوئی طبیب ہوتا ہے نہ مرض کے اسباب کا عِلم رکھتا ہے اور نہ ہی وہ مرض کے اسباب اور علامات کو جانتا ہے۔ مثلاً کِسی کو کھانسی ہو تو وہ صرف یہ کہ

گلے میں خراش ہے یا ریزش ہے۔ اس کو دیکھ کر اصل مرض سمجھ لے گا اور جھٹ اپنا نسخہ استعمال کرنے کے لئے کہہ دے گا کیونکہ اس نسخہ سے کبھی اسے بھی فائدہ ہؤا تھا۔ اس وقت وہ یہ بھی نہیں سوچے گا کہ آیا اس کو وہ بیماری ہے بھی یا نہیں جو مجھے تھی۔ اور اگر وہ یہ خیال بھی کرے تو بھی معلوم نہیں کر سکتا کیونکہ اس میں یہ قابلیت ہی نہیں ہوتی لیکن باوجود اس کے وہ اپنا نسخہ استعمال کرنے کے لئے ضرور بول اُٹھے گا کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ ہر جگہ اور ہر مرض میں اس سے فائدہ ہوگا۔ مَیں نے خود بعض بوڑھی عورتوں کو دیکھا ہے خواہ کوئی کتنا ہی اعلیٰ طبیب مریض کے لئے نسخہ تجویز کر رہا ہو وہ فوراً اپنا نسخہ پیش کر دیں گی کہ اس کو استعمال کرنا چاہیئے۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ اپنے نسخہ کو مفید اور عمدہ سمجھتی ہیں۔

اِسی طرح لوگ عمدہ عمدہ لباس پہن کر مجالس میں جاتے ہیں جس سے مقصود اپنی بڑائی کا اظہار ہوتا ہے۔ اگر کوئی غریب ہو اور سردی کی وجہ سے اسے موٹا اور بدنما کپڑا پہننا پڑے تو وہ اُسے نیچے پہن کر اُوپر اچھا کپڑا پہنتا ہے تا کہ اچھے کپڑے کو ظاہر کرے اور بُرے کو چھپائے۔

تو چھپانے کی چیز ہمیشہ ادنیٰ ہؤا کرتی ہے اور جو اعلیٰ ہو اس کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ بُری چیز کو تو بعض جانور بھی چھپاتے ہیں۔ بلّیاں پاخانہ پر مٹی ڈال دیتی ہیں یا اگر کپڑے پر ہو تو اس کپڑے کو اُلٹا دیتی ہیں۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ بُری چیز کو چھپانا نہ صرف اِنسان کی فطرت میں ہے بلکہ بعض جانوروں میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے۔

ایک قصّہ مشہور ہے کہ ایک عورت نے انگوٹھی بنوائی اور اس کے اظہار کے لئے بہت طریق استعمال کئے مگر کِسی نے توجّہ نہ کی۔ آخر اُس نے اپنے گھر کو آگ لگا دی جب لوگ دوڑ کر آگ بجھانے کے لئے آئے تو اتفاقاً ایک عورت کی انگوٹھی پر نظر پڑ گئی۔ اُس نے کہا کہ بہن یہ انگوٹھی تم نے کب بنوائی تھی۔ اُس نے کہا کم بخت اگر تُو اس کے متعلق پہلے ہی پُوچھ لیتی تو میرا گھر کیوں جلتا۔ ایسا تو کوئی بیوقوف ہوگا جو ایک انگوٹھی کے دکھانے کے لئے اپنے گھر کو آگ لگا دے مگر ہاں اس حکایت کے بنانے والے نے اِس سے یہ ظاہر کیا ہے کہ اِنسانی فطرت میں یہ بات ہے کہ وہ اپنی اچھی چیز کو ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس جب انسانی فطرت میں یہ بات پائی جاتی ہے اور پھر مذہب خدا کی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے تو جس کے پاس یہ ہو اس کے دِل میں اس کے ظاہر کرنے کے لئے کم از کم اس عورت جتنا تو جوش ہونا چاہیئے جس نے انگوٹھی دکھانے کے لئے اپنے گھر کو آگ لگا دی تھی۔ جس کے پاس سچّا مذہب ہو اسے تو اس وقت تک چین نہیں آنا چاہیئے جب تک کہ اپنے مذہب کا اظہار دوسروں پر نہ کر لے۔ انگوٹھی کو اگر لوگ دیکھ بھی لیتے تو انہیں کیا فائدہ ہوتا۔ کچھ نہیں۔ مگر مذہب تو ایک ایسی چیز ہے کہ اگر یہ کِسی شخص کو دی جائے تو دینے والے کو خود بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے اور جتنا کِسی کو دے اتنا ہی اپنے پاس اَور زیادہ پاتا ہے کیونکہ خدا کا وعدہ ہے جو دوسرے کو دیتے ہیں ان کو خدا اور دین کے سمجھنے

اور اپنی محبّت میں بڑھنے کی توفیق دیتا ہے۔ گویا مذہب ایک اِس قسم کی چیز ہے کہ جس قدر اس کو ظاہر کیا جائے اسی قدر زیادہ چمکتی اور روشن ہوتی ہے۔ بعض کپڑوں کے رنگ اِس قسم کے ہوتے ہیں کہ دُھوپ میں خوشنما نہیں لگتے اِس لئے دُکان دار اُن کو چھاؤں میں مکان کے اندر رکھتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ وہ دُھوپ میں اَور چمکتے ہیں ان کو ایسی جگہ رکھا جاتا ہے جہاں روشنی اچھی طرح پڑتی ہو۔ یہی حال سچّے مذہب کا ہے اس کو جس قدر زور کے ساتھ روشنی میں لایا جائے اور لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے اُسی قدر وہ زیادہ خوشنما اور عمدہ نظر آتا ہے اور پیش کرنے والے کو بہت زیادہ روشن کر دیتا ہے۔ پس ایک ایسی چیز جس کے پیش کرنے سے پیش کرنے والے کو بیش از بیش فائدہ ہو اس کے ظاہر کرنے کے لئے تو بہت زیادہ کوشش کرنا چاہیئے۔

لیکن افسوس! کہ اس کے لئے بعض لوگ کمزوری دکھاتے ہیں اور اپنے مذہب کو دوسروں تک نہیں پہنچاتے۔ میرے نزدیک اِس کی وجہ یہی ہے کہ وہ مذہب کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتے مثلاً گورنمنٹ اعلان کر دے کہ جو شخص کسی شخص کو جتنی زمین دلوائے گا اتنی ہی سرکار اُس شخص کو اَور زمین بھی دے گی تو اس اعلان کے ہوتے ہی بار میں رہنے والے لوگ دوسرے لوگوں کو ادھر کھینچ کر لے جائیں گے کیونکہ اس میں خود ان کا نفع ہے۔ ہم سے تو خدا تعالیٰ کا اِس طرح کا وعدہ ہے۔ اور مذہب میں یہ شرط رکھی ہے کہ جو شخص کسی کو ہدایت کرے گا اس کو بھی اس کے بدلہ میں انعام ملے گا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اپنے مذہب کا اظہار تو ایک بڑی اعلیٰ درجہ کی چیز تھا کیونکہ جتنا لوگوں کو فائدہ پہنچتا اُتنا ہی ہم کو بھی پہنچ جاتا لیکن افسوس کہ بعض لوگ اس کی حقیقت کو سمجھتے نہیں۔ عجیب بات ہے کہ بہت سی ایسی باتوں کو ظاہر کرتے ہیں جن سے کوئی فائدہ متصوّر نہیں ہوتا اور اُن چیزوں کو چھپاتے ہیں جن سے فائدہ ہؤا کرتا ہے۔ اِس کی وجہ یہی ہے کہ وہ ان کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتے مثلاً ایک شخص کے پاس ایک ہیرا ہو اور وہ اس کی جیب میں پڑا ہو اور اس کو معلوم نہ ہو کہ یہ ہیرا ہے تو وہ وہیں پڑا رہے گا لیکن جب اس کو معلوم ہو گا تو فوراً اُس کو کسی انگوٹھی میں جڑوا کر اپنے ہاتھ میں پہن لے گا۔

ہمیں مذہب سے جو حصّہ خدا نے دیا ہے وہ ہمارے دعویٰ کے مطابق نہ صرف وافر بلکہ صرف ہمیں کو دیا گیا ہے۔ مَیں نے بارہا اِس امر پر زور دیا ہے اور ہمیشہ زور دیتا رہوں گا۔ اس کی کئی وجہیں ہیں اوّل تو جب تک کوئی اس کو سمجھے نہیں اس وقت تک اس کا سمجھانا ہمارا فرض ہے۔ دوسرے بعض لوگ سمجھ کر پھر بھُول جاتے ہیں۔ اِس لئے بھی زور دیا جاتا ہے کہ وہ لوگ بھُولیں نہیں۔

پس مَیں پھر کہتا ہوں کہ یہ ایک خدا کی نعمت ہے اس کو چھپانا نہیں بلکہ بڑے زور کے ساتھ ظاہر کرنا چاہیئے۔ ہر مذاق کا آدمی اپنے رنگ میں اپنے اپنے مذاق کے لوگوں کو تبلیغ کر سکتا ہے۔ جب ایک

شخص اچھا کپڑا پہن کر اظہار کرتا ہے حالانکہ اس کا فائدہ اس کے سوا اَور کسی کو نہیں ہوتا تو مذہب جو ایک بہت ہی خوبصورت اور دوسروں کے لئے مفید ہے اس کا کیوں نہ اظہار کیا جائے۔ پس اس کا اظہار کرو اور اس کو خوب پھیلاؤ جتنا اس سے کسی کو فائدہ ہوگا اسی قدر تم کو بھی ہوگا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **انی مکاثر بکم الامم** [1] کہ مَیں کثرتِ اُمّت کے باعث فخر کروں گا۔ ہر ایک نبی اپنی اپنی اُمّت کا امام ہوگا۔ اس وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمّت کے امام ہوں گے اور اپنی اُمّت کی کثرت پر فخر کریں گے۔ لیکن کیا صرف اُمّت کا زیادہ ہونا کوئی فخر کی بات ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ آپ کے لئے فخر کی یہ بات ہوگی کہ جب آپ کے ذریعہ سب سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچے گا تو اس کے بدلہ میں آپ کو بھی سب سے زیادہ اجر ملے گا اور سب سے بڑھ کر آپ کا درجہ ہوگا اِسی لئے آپ فخر کریں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ تو یُوں بھی سب انبیاء سے بڑا ہے مگر اِس طرح اَور زیادہ بڑا ہوگا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص کسی کو جس قدر نفع پہنچاتا ہے اُتنا ہی اُس کو بھی اس کا فائدہ ہوتا ہے [2]۔ پس اگر کوئی کسی کے ذریعہ مسلمان ہو جائے اور اُسے ہدایت نصیب ہو تو جس قدر وہ نیکیاں کرے گا ان کا ثواب اُسے مسلمان کرنے والے کو بھی ملے گا اور پھر اس کے ذریعہ جس کو ہدایت ہوگی اس کی نیکی کرنے سے بھی پہلے شخص کے نام ثواب لکھا جائے گا ہاں ان کے ثواب میں کسی قسم کی کمی نہ ہوگی بلکہ اس کے علاوہ خدا تعالیٰ ثواب دے گا۔

گویا سُود در سُود، سُود در سُود ہو کر خدا کی طرف سے ملتا ہے۔ اب جو لوگ دوسروں کو سیدھی راہ دکھانے کی کوشش نہیں کرتے ان کے متعلق سوائے اِس کے اَور کیا کہا جا سکتا ہے کہ وہ اِس بات کی اہمیّت سے واقف نہیں ہیں اگر واقف ہوتے تو کبھی ایسا نہ کرتے۔ دیکھو یورپ کو اپنی سولیزیشن پر بڑا گھمنڈ ہے حالانکہ اِسلام کے مقابلہ میں اسکی کچھ بھی حقیقت نہیں مگر وہ اس کو اس زور سے بات بات پر پیش کرتے ہیں کہ ہمارے کان پھٹے جاتے ہیں۔ وہ صرف یورپ کے لوگوں نے چند قواعد ایجاد کئے ہیں اور اس میں اِس قدر غلطیاں ہیں کہ وہ بعض اوقات ہلاکت کا باعث ہو جاتی ہیں لیکن دیکھ لو وہ لوگ دُنیا کے سامنے اپنی سولیزیشن کس زور سے پیش کرتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہماری جماعت اپنے مذہب کو پیش نہ کرے۔ جو شخص اپنے مذہب کو دوسروں تک نہیں پہنچاتا وہ غفلت میں ہے اور نہیں جانتا کہ اس کا فرض کیا ہے۔ اِس وقت تک اگر ہر ایک شخص ایک آدمی کو بھی سِلسلہ میں داخل کرتا تو چند سالوں میں تمام ہندوستان احمدی ہو جاتا۔ ڈیڑھ ہزار سالانہ احمدی ہونے والے کیا حقیقت

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی تزویج الابکار۔
[2] مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبة باب فضل الاجتماع علیٰ تلاوة القرآن وعلی الذکر۔

رکھتے ہیں۔ ہاں ہماری جماعت میں بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن کے ذریعہ سے سَو سَو احمدی ہوئے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ اور تبلیغ میں حصّہ لینے والے تو پانچ چھ سَو کے قریب ہوں گے۔ اگر ساری جماعت کے لوگ تبلیغ کریں تو آج بہت لوگ احمدی ہو سکتے ہیں مگر بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اس کام کو قطعاً نہیں کیا حالانکہ اِس سے بڑی نعمت کوئی ہے ہی نہیں۔ سب کو اس کی قدر کرنی چاہئیے۔

خدا تعالیٰ ہماری جماعت کو توفیق دے کہ وہ سمجھ کر اِس کام کو سرانجام دے اور جو صداقت ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ملی ہے اور وہ اِسلام جو ہم کو پاک صاف ہو کر اب ملا ہے ہم اسے دُنیا کے سامنے پیش کریں اور ہمیں اس وقت تک صبر نہ آئے جب تک تمام دُنیا میں اس کو پھیلا نہ لیں۔ مَیں تو حیران ہوتا ہوں کہ اگر ایک چیز کی قدر معلوم ہو تو پھر اُس کو دُنیا میں نہ پھیلایا جائے۔ حضرت صاحب کو رات کے وقت کئی لوگ بہت معمولی معمولی شعر سُناتے اور آپ سُنتے رہتے۔ ایک دن کسی نے عرض کیا کہ حضور ایسے شعروں کو آپ کیوں سُنتے ہیں جن کا کچھ مطلب نہیں ہوتا۔ فرمایا: جب مَیں رات کو لیٹتا ہوں تو اس کثرت سے اِسلام کی تبلیغ کے خیالات میرے دماغ میں آتے ہیں کہ میرا دماغ پھٹنے لگتا ہے اور مجھے خیال ہوتا ہے کہ کہیں ان خیالات سے دماغ پھٹ نہ جائے۔ جب لوگ شعر سُناتے ہیں تو کچھ خیال ہٹ جاتا ہے اور ان خیالات سے توجّہ ہٹ جاتی ہے۔ واقعہ میں اِسلام ایسی ہی نعمت ہے اور پھر تازہ بتازہ انعام اور وہ زندہ مذہب جو لنا لہٗ رجل من ابناء فارس [1] کا لایا ہوا ہے اس کو تو وہی چھپا سکتا ہے جس کو اس کی قدر معلوم نہ ہو۔ اور جو قدر جانتا ہو اس کو تو بغیر ظاہر کئے صبر نہیں آ سکتا بعض لوگ ایسے لوگوں کو وسیع الحوصلہ کہا کرتے ہیں جو اپنے مذہب کی صداقت کو پیش نہیں کرتے لیکن یہ وسعت حوصلہ نہیں۔ کیا کبھی بخیل بھی وسیع حوصلہ رکھتا ہے۔ ہمیشہ سخی ہی وسیع الحوصلہ ہوا کرتا ہے۔ پس خدا کی ایک نعمت کا دُنیا تک پہنچانا ہی وسعتِ حوصلہ ہے نہ کہ اُسے اپنے پاس چھپائے رکھنا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم تبلیغ اسلام کے فرض کو سمجھیں۔ مجھے تو بار بار خیال آتا ہے کہ اگر خدانخواستہ ترقی کا یہی حال رہا تو پھر ہماری تو نسلوں کی نسلیں بھی ان وعدوں کو پورا ہوتا نہیں دیکھیں گی جو حضرت مسیح موعود سے خدا تعالیٰ نے کئے ہیں۔

خدا تعالیٰ ہمیں وہ ترقی دکھائے اور ہم دُنیا کے چاروں طرف احمدیت کو پھیلا ہوا دیکھ جائیں۔ ہم کل ہی حضرت صاحب کی ایک کتاب دیکھ رہے تھے جس میں حضرت صاحب نے ثناء اللہ کو مخاطب

---

[1] بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ الجمعۃ آیت وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ۔

کر کے فرمایا ہے کہ تُو میرا مقابلہ کیا کر سکتا ہے میری صداقت تو تمام دُنیا میں پھیل جائے گی لیکن اس کے پھیلنے کا یہ طریق نہیں جو موجودہ رفتارِ تبلیغ ہے کیونکہ یہ بہت سُست رفتار ہے بلکہ یہ ہے کہ ہر ایک احمدی تبلیغ میں مشغول ہو اور اس کو اپنا سب سے ضروری فرض سمجھے۔ خدا کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے فرائض کے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثمّ آمین۔

(الفضل ۲۵ نومبر ۱۹۱۶ء)